46

جلسہ سالانہ کے موقع پر مخالفین کی نہایت گندی اور غلیظ گالیاں اور حُکام کی فرض ناشناسی

(فرمودہ 29 دسمبر 1944ء بمقام قادیان)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"چونکہ شام کی گاڑی سے بہت سے مہمانوں نے جانا ہے اور اُنہوں نے ابھی تیاری وغیرہ کرنی ہے، کارکنوں نے بھی کھانا وغیرہ تیار کرانا ہے اِس لیے مَیں جمعہ کے ساتھ ہی عصر کی نماز بھی جمع کر کے پڑھاؤں گا۔ یہاں سے خطبہ پڑھنے کے بعد مَیں مسجد نور میں جاؤں گا اور وہاں جا کر نماز پڑھاؤں گا۔ مکبّرین احتیاط سے تکبیریں کہیں تاکہ نماز پڑھنے والوں کی نماز میں خرابی پیدا نہ ہو۔ ایک آدمی مستورات کی طرف بھی تکبیر کے لیے مقرر کر دیا جائے تاکہ تکبیروں کے ساتھ نماز کی اتباع میں سہولت پیدا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا جلسہ سالانہ بخیر وخوبی ختم ہو چکا ہے۔ لیکن اِس دفعہ ایک ایسی بات پیدا ہو گئی ہے جس سے بعض طبائع میں بہت جوش پیدا ہوا ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ مخالفین کی طرف سے غلیظ گالیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی ہیں

اور لاؤڈ سپیکر لگا کر دی گئی ہیں۔ اور اِس کی وجہ سے بعض احمدی جن کے کانوں میں وہ گالیاں پڑی ہیں نہایت ہی جوش میں آ گئے اور دوسرے ممبروں کو اُنہیں دبا کر رکھنا پڑا۔ اِس کی ذمہ داری گورنمنٹ پر ہے۔

مَیں حیران ہوں کہ یہ کس طرح کی دوغلی پالیسی ہے کہ باہر تو مثلاً امرتسر میں ہماری جماعت کو پُر امن جلسہ کرنے اور باجازت جلسہ کرنے سے روکا گیا جو کسی دوسرے کے جلسہ میں رخنہ انداز نہیں تھا اور آئندہ کے لیے ڈی سی نے کہا ہے کہ مَیں احمدیوں کا جلسہ غیر معیّن وقت تک نہیں ہونے دوں گا۔ مگر اِس جگہ جہاں عین ہمارے سالانہ جلسہ کے ایام میں دشمن کے جلسہ میں ہمیں غلیظ گالیاں دی گئیں اس کو گورنمنٹ نہیں روکتی۔ قادیان ہمارا مذہبی مرکز ہے اور قادیان میں ہمارا سالانہ اجتماع عبادت کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے خاص منشاء سے قائم ہوا اور 53 سال سے ہو رہا ہے۔ عین اِس اجتماع کے موقع پر گورنمنٹ کی طرف سے ہمارے مخالفین کو اجازت دی جاتی ہے کہ وہ جلسہ کریں اور لاؤڈ سپیکر لگا کر ہمیں گندی گالیاں دیں اور حُکام خاموشی سے یہ سب کچھ سنتے رہیں اور اِس پر کوئی اقدام نہ کریں۔ میرے نزدیک ایک وحشی اور غیر مہذب گورنمنٹ کے سِوا اِس حرکت کی اجازت کوئی نہیں دے سکتا۔ اِس لیے گورنمنٹ کو چاہیے کہ اُن حکام کے خلاف کارروائی کرے جنہوں نے اس قسم کی صورتِ حالات پیدا ہونے کی اجازت دی ہے۔ مَیں نہیں جانتا کہ اِس متضاد پالیسی کی ذمہ داری انگریز افسران پر ہے یا وزراء پر جو کہ اکثر صوبوں میں تقریروں وغیرہ میں تو بہت کچھ کہتے رہتے ہیں لیکن اندرونی طور پر مستقل حکام کی مرضی پر چلتے ہیں۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ احرار کو جو شورش پیدا کرنے کی جرأت از سرِ نو ہو رہی ہے یہ پالیسی وزراء کی ہے یا مستقل حکام کی۔ بہر حال یہ فعل نہایت ناپسندیدہ ہے اور دنیا کا ہر عقلمند اور شریف انسان اِس فعل کو ناجائز قرار دے گا اور اِس قسم کی رعایت کو بزدلی یا اخلاق کی کمزوری کا نتیجہ سمجھے گا۔ ہم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت صبر اور حوصلہ کی تعلیم پائی ہے اور اِس کے مطابق خدا تعالیٰ نے عمل کرنے کی بھی توفیق بخشی ہے۔ لیکن ہمارا خدا اِس بات کو خوب دیکھ رہا ہے۔ یقیناً وہ افسر جن کی نرمی اور خاموشی اِس صورتِ حالات کی ذمہ دار ہے خواہ وزارت سے تعلق رکھتے ہوں یا مستقل حکام سے

تعلق رکھتے ہوں خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہ ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے سِوا سب بادشاہ، پارلیمنٹیں، وزیر، گورنر اور ماتحت افسر اُسی طرح جواب دِہ ہیں جس طرح کہ معمولی آدمی۔ جب خدا تعالیٰ نے اُن کو اعلیٰ مقام پر کھڑا کیا ہے تو ان کے لیے ضروری ہے کہ انصاف کریں۔ اور اگر وہ انصاف نہیں کریں گے تو ہم تو پھر بھی اِس پر صبر کریں گے مگر ہمارا خدا صبر نہیں کرے گا اور یقیناً کسی نہ کسی رنگ میں وہ لوگ جو اِس صورتِ حالات کے ذمہ دار ہیں اِس کی سزا خدا تعالیٰ کی طرف سے بُھگتیں گے۔ جو حاکم یہ خیال کرتا ہے کہ چونکہ مَیں حاکم ہوں مجھے کوئی کچھ نہیں کر سکتا دنیوی نقطہ نگاہ سے خواہ صحیح ہو دینی نقطۂ نگاہ سے ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کا پکڑنا ایسے رنگ میں ہوتا ہے کہ اُس میں انسان کا دخل ہی نہیں ہوتا۔ پس مَیں حکام بالا کو اُن کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اُن کا فرض ہے کہ وہ مجسٹریٹ یا پولیس کے افسر جو اِس صورت حالات کے ذمہ دار ہیں اُن کو سزا دیں اور آئندہ کے لیے اِس قسم کی شرارت کا ازالہ کریں۔

جب سر ایمرسن جو پنجاب کے گورنر تھے اُن کے زمانہ میں احمدیت کی مخالفت شروع ہوئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ اپنی ٹرم (Term) پوری کر کے ریٹائر ہونے والے تھے تو ہوم گورنمنٹ نے اُن کی مدت کو اَور بڑھا دیا تھا۔ جماعت کی طرف سے مجھے خطوط آئے کہ یہ تو ظلم ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ مَیں نے اُن کو لکھا کہ مَیں نے تو سر ایمرسن کو مبارکباد دی ہے اِس لیے کہ میرے ساتھ گورنمنٹ کا مقابلہ نہیں۔ اس کا مقابلہ تو خدا تعالیٰ سے ہے۔ پس اگر ان کی میعاد میں توسیع ہو گئی ہے تو اِس میں بھی خدا کی کوئی حکمت ہو گی اِس میں گھبرانے کی کونسی بات ہے۔ خدا کی قدرت گورنمنٹ نے اُن کی میعاد میں توسیع کر دی۔ مگر کچھ ہی دیر بعد وہ بیماری کی چُھٹی لے کر ولایت چلے گئے۔ ڈاکٹروں نے اُنہیں کہہ دیا کہ آپ قطعی طور پر کام کرنے کے قابل نہیں، آپ کام سے فارغ ہو جائیں، آپ کا آپریشن ہو گا۔ چنانچہ وہ مستعفی ہو گئے اور ڈاکٹری رائے کے مطابق چند ہفتے آرام کرتے رہے۔ اس کے بعد جب وہ ڈاکٹروں کے پاس آپریشن کے لیے آئے تو ڈاکٹروں نے کہا کہ آپ تو اچھے بھلے ہیں، خبر نہیں ہم نے اُس وقت کس طرح یہ کہہ دیا تھا کہ آپ کام کے قابل نہیں۔ دیکھو کہ بغیر اس کے کہ ہم ایک لفظ بھی کہتے خدا تعالیٰ نے خود ہی ہماری طرف سے جواب دے دیا۔ پس جماعت کو صبر کرنا چاہیے

اور جوش میں ہرگز نہیں آنا چاہیے۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور وہی اِس کا ذمہ دار ہے۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے حاکم نہیں بنایا کہ ہم ایسی شرارتوں کا علاج کریں۔ جن کو حاکم بنایا ہے وہ ذمہ دار ہیں۔ اور اگر وہ رعایت کریں گے تو جس خدا نے اُنہیں حاکم بنایا ہے وہ خدا اُن سے پوچھے گا۔

پھر یہ بھی سوچو کہ کونسا نبی ہے جس کو گالیاں نہیں دی گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دی گئیں۔ ایک یہودی شاعر تھا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق شعروں میں کہا کرتا تھا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ آپ کے خاندان کی فلاں عورت سے میرے ایسے ایسے تعلقات ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہؓ ایسے گند سُنتے تھے اور اُن کو صبر سے برداشت کرتے تھے۔ پس اگر ایسی ہی گالیاں ہمیں دی جائیں تو ہمارے جوش میں آنے کی کیا معقول وجہ ہو سکتی ہے۔ آخر ہماری عزت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت سے زیادہ تو نہیں۔ پس اگر اِس قسم کی گالیاں سُن کر کسی کو غصہ آتا ہے تو مَیں یہ نہیں سمجھوں گا کہ وہ شخص بڑا غیرت مند ہے بلکہ مَیں اِس کے معنے یہ سمجھوں گا کہ وہ کمزور ہے اور اُس کے اندر قوتِ برداشت نہیں۔ پس صبر سے کام لو اور اِس بات کو خوب یاد رکھو کہ ہمیں خدا تعالیٰ کے سامنے ہی اپنی فریاد پہنچانی ہے۔ دنیا کے قانون میں تو ایک کانسٹیبل چاہے اُس کا ایک بڑے سے بڑے عالم سے مقابلہ ہو، بڑے سے بڑے تاجر کے ساتھ اُس کا مقابلہ ہو، بڑے سے بڑے صنّاع کے ساتھ اُس کا مقابلہ ہو، بڑے سے بڑے موجد کے ساتھ اُس کا مقابلہ ہو اور چاہے کانسٹیبل نے ظلم ہی کیا ہو گورنمنٹ یہی کہے گی کہ ایک سرکاری آدمی کو اُس کی ذمہ داری سے روکا گیا ہے۔ لیکن خدا کی گرفت سے کانسٹیبل ہی نہیں بلکہ بڑے سے بڑا بادشاہ بھی نہیں بچ سکتا۔

پس تم خدا تعالیٰ کے سامنے اپنی التجا پیش کرو۔ چنانچہ مَیں یہ تجویز کرتا ہوں کہ یکم جنوری 1945ء سے چالیس دن تک ہماری جماعت کے دوست متواتر اور باقاعدہ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ[1] کی دعا عشاء کی آخری رکعت میں پڑھا کریں۔ اِس دعا کے معنے یہ ہیں کہ اے خدا! ہم پر دشمن حملہ آور ہوا ہے ہمارے پاس تو مقابلہ کی طاقت نہیں اِس لیے ہم دشمن کے مقابلہ میں تجھے پیش کرتے ہیں۔ تُو ہی اُن کے حملہ کا جواب دے۔ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ہمیں تباہ کرنے کے لیے دشمن جو شرارت کرتا ہے

اُس کے بد اثرات سے ہمیں بچا۔ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے۔ احرار کے فتنہ کے زمانہ میں ہم نے یہ دعا کی اور اِسی دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے احرار کو کچل کر رکھ دیا۔ اب دشمن پھر سر نکال رہا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور باقاعدگی سے دعا مانگیں۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے گا تو دشمن کو تباہ کر دے گا اور اگر خدا تعالیٰ اُس کو ڈھیل دے گا تو پھر اِسی میں دین کا فائدہ ہو گا۔ اور ہمارا فائدہ اُسی بات میں ہے جس میں دین کا فائدہ ہو۔

پس مَیں جماعت کو کسی اَور بات کی اجازت نہیں دے سکتا۔ صرف اِس بات کی اجازت دیتا ہوں بلکہ تحریک کرتا ہوں کہ یکم جنوری 1945ء سے متواتر چالیس دن تک اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا مانگیں کہ اے خدا! حاکموں میں یا رعایا میں سے، غیر مسلموں میں سے یا مسلمان کہلانے والوں میں سے جو بھی ہمارے خلاف قدم اُٹھاتا ہے اور ہم پر حملہ آور ہوتا ہے ہماری طرف سے تُو ہی اُس کا مقابلہ کر اور اُن کی شرارتوں سے ہمیں محفوظ رکھ۔ پس یہ طریقہ ہے اور یہی ہتھیار ہے جو دوسرے تمام ہتھیاروں سے مفید ہے۔ صبر و برداشت سے کام نہ لینا اور گالی کا جواب گالی سے دینا یہ اچھا ہتھیار نہیں۔ اور خدا تعالیٰ مذہبی جماعت سے اِس کی امید نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ نبیوں کی جماعت کو صبر کا حکم دیتا ہے کہ صبر کرو گے تو کامیابی ملے گی۔ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ[2] کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پس جبکہ ساری دنیا سے ہماری لڑائی ہے اور دشمن ہمیں بُرا بھلا کہتا ہے اگر ہم صبر کرنے والے نہ ہوں تو ہم وہ نہ ہوں گے جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ اور جن کے ساتھ خدا نہ ہو اُن سے بڑھ کر بدقسمت اَور کون ہو گا۔ پس صبر کرو اور صبر کرو اور صبر کرو اور دعائیں کرو اور دعائیں کرو اور دعائیں کرو۔ تمہارے لیے تو گھبرانے کی کوئی بات ہی نہیں۔ جب بچہ ماں کی گود میں نہیں گھبراتا تو تم خدا کی گود میں ہوتے ہوئے کیونکر گھبرا سکتے ہو؟"

(الفضل 30/ دسمبر 1944ء)

---

1 :ابوداؤد کتاب الصلوٰة باب ما یقول اذا خاف قومًا

2 :البقرة:154